تکافل کا وکالہ ماڈل: فقہی آراء کا تقابلی مطالعہ

(Wakalah Model of Takaful: Comparative Study of Juridicial judgments)

فواد علی*، ڈاکٹر مفتی محمد وصی فصیح بٹ**

Abstract:

In the present age of technology where the humans have overcome most of the things at the same time these modern inventions have rendered people prone to dangers of life and wealth thereby increasing the danger of accidents manifolds. Consicovencly every individual seems to be concerned for protection of life and wealth. Thus, in order to overcome these life and wealth threats several procedures have been in practice and among these Insurance is the one adopted as a procedure for financial compensation. Whereas due to its evident need throughout the community the renowned Muslim Scholars of the world consented to formulate a Shariah compliant alternative during the decade from 1960 to 1970. This alternative would fetch the same results as of the conventional insurance would without any Shariah complication/deficiency. Hence, in view of achieving this objective various seminars and discussions were held. After intensive and careful contemplation at last the Muslim Scholars came up with the admissible form of insurance called, "Takaful" as a permitted alternate for the Muslim World. As a result of the efforts of these Muslim Scholars more than 300 "Takaful Companies" under different takaful models are operating.

Key Words: Islamic Insurance, Shariah compliant, Takaful, life insurance, wealth insurance

موجودہ ٹیکنالوجی کے دور میں جہاں انسان نے کائنات کے بیشتر چیزوں کو مسخر کرلیا ہے وہیں ایجادات نے خود انسان کے جان ومال کو اَن گنت خطرات سے دوچار کردیا ہے اور معاشرے کی برق رفتار ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کے جان ومال کو لاحق ہونے والے حوادث اور خطرات میں کئی گناہ اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے آج ہر شخص اپنے جان ومال کے تحفظ کے حوالے سے زیادہ بے چینی اور بے اطمینانی کا شکار نظر آتا ہے۔ ان حوادث سے حفاظت اور ان خطرات سے نمٹنے کے لیے انسان نے ہر دور میں کوششیں کی ہیں اور مختلف تدابیر اور طریق کار کو بروئے کار لایا ہے۔ انہی تدابیر اور طریق کار میں سے ایک طریقہ مروجہ انشورنس کا نظام ہے جسے پیش آمدہ خطرات سے لاحق ہونے والے مالی نقصان کی تلافی کے لے ایک تدبیر کے طور پر اختیار کیا گیا۔ تاہم

*پی ایچ ڈی سکالر، کلیۃ اصول الدین، قسم الحدیث، انٹرنیشل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد
**اسسٹنٹ پروفیسر، فیکلٹی آف منیجمنٹ سائنسز، ہمدرد یونیورسٹی، سٹی کیمپس، کراچی

انشورنس کے نظام میں کئی ایک شرعی خرابیاں موجود ہیں، جس کی وجہ سے جمہور علماءِ اُمت نے اُسے ناجائز اور حرام قرار دیا، اور مسلمانوں کو اس نظام کا حصہ بننے سے منع کیا۔

تاہم ضرورت چونکہ اپنی جگہ مسلم تھی، اور مسئلہ کا تعلق بھی پورے معاشرے سے تھا، اس لے 1960ء اور 1970ء کی دہائیوں میں عرب و عجم کے علماءِ کرام نے انشورنس کے جائز متبادل پر غور وخوض کرنا شروع کیا کہ کیسے ایک ایسا نظام وضع کیا جائے جس سے وہی تمام فوائد حاصل ہو، جو کسی انشورنس نظام سے حاصل ہوتے ہیں اور اُس میں شرعی اعتبار سے کسی قسم کی کوئی خرابی اور پیچیدگی نہ ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لے اُنہوں نے مختلف ممالک میں متعدد مجالس اور سیمینارز منعقد کیے اور انتہائی غور وخوض کے بعد بالآخر تکافل کی صورت میں اُمت کے سامنے انشورنس کا جائز اور حلال متبادل پیش کیا۔ آج انہی علماءِ کرام کی کاوشوں سے پوری دُنیا میں تین سو سے زائد تکافل کمپنیاں مختلف ممالک میں مختلف تکافل ماڈلز کے تحت کام کر رہی ہیں۔

علماءِ کرام کی جہدِ مسلسل اور طویل عرصہ کی تحقیق کے بعد اُمت کے سامنے انشورنس کے جائز اور حلال متبادل کے طور پر تکافل کا نظام پیش کیا گیا اور اس وقت تکافل کے مختلف ماڈلز (وکالۃ ماڈل، مضاربۃ ماڈل، وکالۃ وقف ماڈل) دُنیا کے مختلف خطوں میں رائج ہیں۔ ان ماڈلز میں سے ایک ماڈل، تکافل کا وکالۃ ماڈل ہے جو دُنیا کے مختلف ممالک جیسے انڈونیشیا، ملائیشیا اور مڈل ایسٹ وغیرہ میں رائج ہے۔ اس ماڈل سے متعلق معاصر حضرات علماء کرام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ مڈل ایسٹ کے علماء نے اس کی اجازت دی ہے جبکہ برصغیر پاک وہند اور دیگر ممالک کے علماء نے کچھ شرعی خرابیوں اور پیچیدگیوں کے باعث اس ماڈل کو اختیار کرنے سے منع فرمایا اور تکافل کے ایک ایسے ماڈل کو اختیار کرنے کی تجویز دی جو شرعی اعتبار سے ہر قسم کی خرابی اور پیچیدگیوں سے پاک ہو۔ زیرِ نظر آرٹیکل میں ہم تکافل کے وکالۃ ماڈل کا تفصیلی جائزہ لیں گے اور اس سے متعلق دونوں جانب کے علماء کی آراء اور دلائل کو تفصیل سے ذکر کریں گے، تاکہ تکافل کے وکالۃ ماڈل کی فقہی حیثیت واضح ہو جائے۔

تکافل کا معنیٰ و مفہوم

"تکافل" عربی زبان کا لفظ ہے، جو مادۃ "کفالۃ" سے مشتق ہے، اور "کفالت" ضمانت اور دیکھ بھال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، [1] تاہم جب یہ بابِ تفاعل میں مستعمل ہوا، تو اب اس میں شرکت کے معنیٰ آ گئے، کیونکہ بابِ تفاعل میں شرکت کی خاصیت پائی جاتی ہے، لہذا اب تکافل کے معنیٰ ہوئے "باہم ایک دوسرے کا ضامن بننا"۔ یا "باہم ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرنا۔" [2]

تکافل کا اصطلاحی معنیٰ

تکافل ایک کمیونٹی پولنگ سسٹم (Community Pooling System) ہے جو کہ بھائی چارہ، امدادِ باہمی اور تعاون کے اُصولوں پر مبنی ہے۔ اس نظام کے تحت شرکاءِ تکافل مستقبل کے غیر متوقع خطرات سے لاحق ہونے والے مالی نقصان کی

تلافی کے لے اپنا پیسہ ایک پول میں جمع کرتے ہیں اور اس پیسہ سے صرف اُن شرکاء کی مدد کی جاتی ہے، جنہیں مستقبل کے غیر متوقع خطرات سے مالی نقصان کا سامنا ہو، نیز تکافل عملاًرِسک کو کم کرنے کا طریقہ کار اور روایتی انشورنس کا ایک جائز اور حلال متبادل ہے۔[3]

وکالۃ کا معنٰی و مفہوم

"وکالۃ" عربی زبان کا لفظ ہے جو توکیل سے اسمِ مصدر ہے، اور "واو" کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ وارد ہوا ہے، اور متعدد معانی جیسا کہ بھروسہ /اعتماد، نگرانی اور تفویض وغیرہ معانی کے لے استعمال ہوتا رہتا ہے۔[4] فقہاء کے ہاں وکالۃ کسی شخص کا اپنے جائز اور مشروع تصروفات کے انجام دہی کے لے کسی دوسرے شخص کو اپنا قائم مقام بنانے کا نام ہے، بشرطیکہ اصیل خود اُن تصرفات کا مالک ہو، اور وہ تصرفات جائز اور مشروع ہونے کے ساتھ ساتھ معلوم اور متعین بھی ہوں۔[5]

تکافل کا وکالۃ ماڈل

جیسا کہ وکالۃ کے تعریف سے معلوم ہوا کہ عقدِ وکالۃ موکل اور وکیل کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہے، جس کے تحت موکل ایک وکیل کو مختلف امور یا کسی ایک مخصوص کام کے سرانجام دینے کے لے اپنا قائم مقام مقرر کرتا ہے اور اسے خدمات کے عوض ایک مخصوص رقم بطورِ وکالۃ فیس دیتا ہے، جیسے "وکالۃ الاستثمار" کہتے ہیں۔ موجودہ دور میں بہت سے اداروں میں بالعموم اور اسلامی مالیاتی اداروں میں بالخصوص بہت سے عقود اور معاملات کا دار و مدار اسی موکل اور وکیل کے تعلق پر مبنی ہیں، اور اسی کی ایک کڑی متعدد ممالک میں رائج تکافل کے مختلف ماڈلز ہیں، جو کہ کلی یا جزوی طور پر اسی عقدِ وکالۃ کی مرہونِ منت ہے۔ لہذا اب ہم ذیل میں تکافل کے وکالۃ ماڈل کے عملی طریقہ کار کو تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

ا۔ تکافل فنڈ/ تحفظ فنڈ کا قیام

انشورنس کے فوائد (یعنی مستقبل میں پیش آنے والے خطرات سے لاحق ہونے والے مالی نقصان سے تحفظ) کو شرعی اصولوں کے مطابق حاصل کرنے کے لے سب سے پہلے چند شیئر ہولڈرز (تکافل کمپنی) مل کر ایک رِسک مینجمنٹ فنڈ/ تکافل فنڈ قائم کرتے ہیں، جس کا بنیادی مقصد ضرورت کے وقت طے شدہ شرائط کے مطابق شرکاءِ فنڈ کے ساتھ مالی تعاون کرنا ہوتا ہے۔ فنڈ کے قیام کے بعد تکافل کمپنی لوگوں کو فنڈ میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ مطلوبہ تحفظ کے حصول کے خواہاں ہوتے ہیں، وہ ایک متعین رقم تکافل فنڈ کو اس شرط کے ساتھ بطورِ عطیہ دیتے ہیں کہ ضرورت کے وقت طے شدہ شرائط

کے مطابق اس فنڈ سے اُن کے ساتھ تعاون کیا جائے گا۔ تکافل کمپنی بطورِ آپریٹر رِسک مینجمنٹ فنڈ کے امور کی نگرانی کرتا ہے۔[6]

۲۔ مؤکل، وکیل اور مؤکل فیہ کا تعین

فقہاء کے تصریحات کے مطابق عقدِ وکالۃ میں عاقدین (مؤکل اور وکیل) اور محلِ عقد یعنی مؤکل فیہ کا مجموعی اعتبار سے معلوم ہونا ضروری ہے،[7] چنانچہ تکافل کے وکالۃ ماڈل میں مؤکل فیہ تکافل فنڈ ہوتا ہے، جو کہ شرکاءِ تکافل کا مملوک ہوتا ہے، جبکہ تکافل کمپنی وکیل کی حیثیت سے تکافل فنڈ کی انتظام وانصرام سنبھالتی ہے، اس لے اس کو تکافل آپریٹر (Takaful Operator) بھی کہاجاتا ہے۔ تکافل آپریٹر/ کمپنی اپنی خدمات کے عوض تکافل فنڈ سے اپنا وکالۃ فیس (Wakalah Fee) وصول کرتا ہے۔ جیسے "وکالۃ الاستثمار" بھی کہاجاتا ہے۔ جبکہ بعض جگہوں پر تکافل کمپنی/آپریٹر وکالۃ فیس کے بغیر بھی اپنی خدمات پیش کرتی ہے۔ جیساکہ سوڈان میں پہلی تکافل کمپنی اسی بنیاد پر قائم ہوئی تھی، اور اُسے "وکالۃ بدون العوض" کہاجاتا ہے، اس میں تکافل آپریٹر/ کمپنی محلِ تصرف (مؤکل فیہ) کے رِسک مینجمنٹ فنڈ کے انتظام وانصرام کو سنبھالتا ہے۔[8]

۳۔ تکافل فنڈ میں شمولیت کا طریقہ کار

چونکہ تکافل فنڈ/تحفظ فنڈ کے قیام کا بنیادی مقصد، مخصوص قسم کے نقصانات پیش آنے کی صورت میں شرکاءِ فنڈ کے مالی نقصان کا ازالہ کرنا ہوتا ہے، اس لے جو حضرات تکافل فنڈ سے مطلوبہ تحفظ حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ ایک پروپوزل فارم کے ذریعے اپنے ضروری کوائف، مطلوبہ تحفظ اور تکافل کمپنی کو درکار دیگر ضروری معلومات فراہم کرتا ہے، چنانچہ کمپنی درخواست گزار کی فراہم کردہ تمام معلومات کی جانچ پڑتال (Underwriting) کرتی ہے، اس کے بعد اگر درخواست گزار کا مطلوبہ تحفظ تکافل فنڈ کے لے قابلِ قبول ہو، تو وہ درخواست گزار سے گزارش کرتی ہے، کہ وہ تکافل فنڈ کو ایک مخصوص رقم بطورِ عطیہ دیدے، تاکہ وہ دیگر شرکاء کے ساتھ تکافل فنڈ کا ایک شریک بن جائے۔ چنانچہ شرکاءِ تکافل تحفظ فنڈ کو اس شرط کے ساتھ عطیہ دیتے ہیں، کہ ضرورت کے وقت مخصوص قسم کے نقصانات کی صورت میں اُن کے ساتھ اس فنڈ سے مالی تعاون کیا جائے گا۔[9]

۴۔ شرکاءِ تکافل کے دیئے گئے عطیات کی شرعی حیثیت

تکافل کے مذکورہ ماڈل میں چونکہ شرکاءِ تکافل تحفظ فنڈ/ تکافل فنڈ کو اس شرط کے ساتھ عطیہ دیتے ہیں کہ طے شدہ اصول وضوابط کے مطابق ضرورت کے وقت اُن کے ساتھ بھی اس فنڈ سے مالی تعاون کیا جائے گا۔ چنانچہ حضراتِ فقہاءِ کرامؒ

رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہبہ کے مذکورہ طریقہ کو "مشروط ہبہ "قرار دیا ہے، جس کو "ہبۃبشرط العوض "اور "ہبۃالثواب " بھی کہا جاتا ہے۔(10)

۵۔ تکافل فنڈ کو دیئے جانے والے زرِ تعاون/عطیات کا تعین

تکافل آپریٹر/ کمپنی عطیات کا حساب شر کاء کے مالی حیثیت، مطلوبہ تحفظ اور پالیسی کی میعاد وغیرہ کو مدّ نظر رکھ کر کرتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جو تکافل فنڈ کے ساتھ جتنا زیادہ تعاون کرے گا، ضرورت کے وقت تکافل فنڈ سے اُس کے ساتھ اُتنا ہی تعاون کیا جائے گا۔

یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ۔۔۔

تکافل فنڈ سے جو شخص جتنے زیادہ تحفظ کا خواہش مند ہوتا ہے، اُسے اُتنا ہی زیادہ تکافل فنڈ کو زرِ تعاون فراہم کرنا ہوگا۔

۶۔ تکافل فنڈ کی سرمایہ کاری

شر کاءِ کی عطیہ کردہ رقم کو آپریٹر/ کمپنی، تکافل فنڈ میں جمع کرتا ہے۔اور پھر ان جمع شدہ عطیات کی سرمایہ کاری آپریٹر/ کمپنی وکیل کی حیثیت سے شریعہ کمپلائنٹ جگہوں میں کرتی ہے۔اور سرمایہ کاری کے نتیجہ میں حاصل ہونے والا نفع دوبارہ تکافل فنڈ میں جمع کیا جاتا ہے، جس کے مالک شر کاءِ فنڈ ہوتے ہیں۔

۷۔ تکافل فنڈ کے خسارہ کو پورا کرنے کا طریقہ کار

اگر سال کے اختتام پر تکافل فنڈ میں موجود عطیات کی رقم واجبات کے مقابلے میں کم پڑ جائے، تو ایسی صورت میں فنڈ خسارہ میں چلا جاتا ہے، اور اُس خسارہ کو پورا کرنے کے لے کمپنی کے شیئر ہولڈرز اپنے شیئر (حصہ) کے بقدر تکافل کو قرضِ حسنہ (غیر سودی قرضہ) فراہم کرتے ہیں، اگرچہ اُصولی طور پر یہ کمی شر کاءِ فنڈ کی جانب سے پوری کرنی چاہئے، (کیونکہ وہی تکافل فنڈ کے مالک ہیں۔ آپریٹر تو محض وکیل کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتا ہے) پھر اگر مستقبل میں تکافل فنڈ میں سرپلس ظاہر ہو جائے، تو اُس سے سب سے پہلے شیئر ہولڈرز کا قرضہ ادا کیا جاتا ہے۔(11)

تکافل کے وکالۃ ماڈل کی فقہی تکییف/جائزہ

تکافل کے وکالۃ ماڈل میں شر کاءِ تکافل اور رِسک مینجمنٹ فنڈ کے درمیان مذکورہ معاملہ کو حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے ہبۃ بشرط العوض قرار دیا ہے، جسے "مشروط ہبۃ"اور "ہبۃالثواب " بھی کہا جاتا ہے۔(12)

ہبۃ بشرط العوض/ہبۃ الثواب کا مفہوم

ہبۃ بشرط العوض/ہبۃ الثواب کا مطلب یہ ہے کہ واہب (ہبہ کرنے والا) کسی کو کوئی چیز اس شرط کے ساتھ ہبہ (Gift) کرے کہ بدلے میں موہوب لہ (جس کو چیز ہبہ کی گئی ہے) بھی واہب کو کوئی چیز ہبہ کرے گا۔ مثلاً زید نے اپنی کتاب بکر کو اس شرط کے ساتھ ہبہ کر دی کہ بدلے میں بکر بھی اپنا قلم زید کو ہبہ کرے گا۔

ہبۃ بشرط العوض/ہبۃ الثواب کا شرعی حکم

حضراتِ فقہاءِ کرامؒ کی تصریحات کے مطابق ہبۃ بشرط العوض/ہبۃ الثواب، بیع(Sale) کے حکم میں ہے، لہذا اس پر عقدِ بیع کے تمام احکام جاری ہوں گے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے فتاوی شامیۃ میں اس کی صراحت فرمائی ہے:

"وإذا وقعت الهبة بشرط العوض المعين فهي هبة ابتداء فيشترط التقابض في العوضين بيع انتهاء فترد بالعيب وخيار الرؤية، وتؤخذ بالشفعة "[13]

(ترجمہ): اور جب ہبہ عوضِ معین کے بدلے واقع ہو جائے، تو ایسی صورت میں یہ ابتداءً ہبہ ہوتا ہے، لہذا (تکمیلِ ہبہ کے لے) دونوں عوضوں پر قبضہ کرنا شرط ہو گا۔ (اور مذکورہ معاملہ) انتہاءً بیع ہوتا ہے، لہذا خیارِ عیب اور خیارِ رؤیت کے ذریعہ اس کو رد بھی کیا جا سکتا ہے، اور شفعہ کے ذریعہ اس کو لیا بھی جا سکتا ہے۔

تکافل کے وکالۃ ماڈل میں حضراتِ فقہاءِ کرام کا آپس میں اختلاف

تکافل کے وکالۃ ماڈل کے مذکورہ بالا تفصیل کے پیشِ نظر معاصر حضراتِ فقہاء کا اس کے جواز اور عدمِ جواز میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ بعض معاصر فقہاءِ کرام ہبۃ الثواب/ہبۃ بشرط العوض کی وجہ سے اس کے عدمِ جواز کی طرف گئے ہیں، جبکہ بعض معاصر فقہاءِ کرام نے عقدِ تبرع کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس کے جواز کا قول اختیار کیا ہے۔ جس کی مختصر تفصیل حسبِ ذیل ہے:

مانعین فقہاءِ کرام کا مؤقف اور اُن کے دلائل

مانعین فقہاءِ کرام کے نزدیک وکالۃ ماڈل میں شرکاءِ تکافل اور رِسک مینجمنٹ فنڈ/تکافل فنڈ کے درمیان جو معاہدہ ہے وہ ہبۃ بشرط العوض/ہبۃ الثواب یا بالفاظِ دیگر "مشروط ہبہ" (Conditional Gift) پر مبنی ہے، جس کی وجہ سے مذکورہ ماڈل

میں حسبِ ذیل شرعی خرابیاں/پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہے۔

مانعین فقہاءِ کرام کے نزدیک وکالہ ماڈل میں پائی جانے والی شرعی خرابیوں کا بیان

پہلی شرعی خرابی

ہبۃ بشرط العوض/ہبۃ الثواب چونکہ بیع کے حکم میں ہے، اس لے بیع کے تمام احکام اس پر منطبق ہونگے، چنانچہ بیع کی طرح اس میں بھی عقد کے وقت عوضین (یعنی عوض اور معوض)، اور عوضین کی حوالگی کا وقت (Delivery) معلوم اور متعین ہونا ضروری ہے، جبکہ مذکورہ ماڈل میں عوضِ اول (یعنی شرکاءِ تکافل کی طرف سے پول/فنڈ کو دیا جانے والا عطیہ/چندہ) تو معلوم اور متعین ہوتا ہے، تاہم عوضِ ثانی (یعنی عطیہ/چندہ کے بدلے فنڈ سے شرکاءِ تکافل کو جو عوض ملے گا وہ) معلوم اور متعین نہیں، اس لے کہ یہاں فنڈ سے صرف اُن شرکاء کو مالی تعاون (عوض) فراہم کیا جاتا ہے، جن کو پالیسی کے دوران مخصوص قسم کا مالی نقصان لاحق ہو جائے، لہذا جن شرکاء کو پالیسی کے دوران مخصوص قسم کے مالی نقصان کا سامنا نہ کرنا پڑے، تو اُن کو اُن کے دیئے گئے عوض کے بدلہ فنڈ سے کوئی مالی تعاون (عوض) نہیں ملے گا۔

اور چونکہ مخصوص قسم کے مالی نقصان کا پیش آنا، عقد کے وقت معلوم اور متعین نہیں، اس لے ہر ہر شریک کے حق میں عوضِ ثانی (فنڈ کی طرف سے شرکاءِ تکافل کو فراہم کیا جانے والا تعاون) عقد کے وقت متعین نہیں، اس لے یہاں عوضِ ثانی میں غرر پایا جاتا ہے، جو کہ شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے، نیز عوضِ ثانی کے عدمِ تعیین سے اُس کی حوالگی کا وقت بھی لامحالہ متعین نہیں ہوگا۔ لہذا حوالگی کے وقت (Delivery) میں بھی غرر پایا گیا، جو کہ عقد کے عدمِ جواز میں ایک مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ انشورنس کی طرح تکافل کے وکالہ ماڈل میں بھی عوضِ ثانی اور اس کی حوالگی کے وقت میں غرر پایا جاتا ہے، اور چونکہ عقدِ معاوضہ میں پایا جانے کی وجہ سے یہ غرر، غررِ مؤثر ہے اس لے یہ عقد کو ناجائز اور ممنوع بنا دیتی ہے۔

دوسری شرعی خرابی

وکالہ ماڈل میں ایک شق یہ بھی ہے کہ اگر رسک مینجمنٹ فنڈ میں خسارہ (Deficit) ظاہر ہو جائے، (یعنی فنڈ کے اخراجات اُس کی آمدنی کے مقابلے میں بڑھ جائیں) تو ایسی صورت میں وکیل (تکافل آپریٹر/کمپنی) اس بات کا پابند ہوگا کہ وہ فنڈ کو قرضِ حسنۃ فراہم کرے، تاکہ فنڈ کے خسارہ کو پورا کیا جاسکے۔ اور پھر جب مستقبل میں فنڈ میں سرپلس (زائد رقم) ظاہر ہو جائے، تو اُس سرپلس سے سب سے پہلے وکیل کا قرضِ حسنۃ واپس کیا جائے۔ [14]

چونکہ حضراتِ فقہاءِ کرام کی تصریحات کے مطابق وکیل مؤکل کے مال کا امین ہوتا ہے نہ کہ ضامن، اس لے مذکورہ صورت میں وکیل کو قرضِ حسنۃ کی فراہمی کا پابند بنانا یا خود وکیل کا اپنے طرف سے اس کا التزام کرنا، دونوں صورتیں ضمانتِ وکیل کو مستلزم ہے، جو کہ مقتضائے عقد کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔(15)

تیسری شرعی خرابی

مذکورہ ماڈل میں شرکاءِ تکافل رِسک مینجمنٹ فنڈ کو تبرع کے بنیاد پر جو عطیہ/چندہ دیتے ہیں، تو فنڈ اُس چندہ کا مالک نہیں ہوتا، کیونکہ فنڈ نہ تو شخصِ حقیقی ہے اور نہ شخصِ قانونی، اور جب اس کے الگ سے شرعی یا قانونی حیثیت کا اعتبار نہیں، تو پھر تبرع کے بنیاد پر اس کو دیئے جانے والے عطیہ/چندہ کا بھی یہ مالک نہیں بنے گا۔ لہذا شرکاء اپنے دیئے ہوئے چندہ کے بدستور مالک ہونگے، اور بحیثیتِ مالک اس کی زکوۃ کی ادائیگی بھی اُن پر لازم ہوگی، نیز شرکاء کے انتقال کے بعد اُن کا دیا ہوا عطیہ/چندہ اُن کے ورثاء کی میراث میں شمار ہوگا وغیرہ۔ حالانکہ تکافل کے مذکورہ نظام میں میراث کے احکام کو لاگو کرنا عملی طور پر بہت ہی مشکل ہے۔(16)

مجوزین حضراتِ فقہاء کرام کا موقف اور اُن کے دلائل

مجوزین حضراتِ فقہا کے نزدیک وکالۃ ماڈل میں شرکاءِ تکافل اور رِسک مینجمنٹ فنڈ/تکافل فنڈ کے درمیان جو معاہدہ ہے، وہ "عقدِ تبرع" پر مبنی ہے، جس کی وجہ سے مذکورہ ماڈل کو اختیار کرنے میں شرعی طور پر کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ چنانچہ ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ چند ایک مجوزین حضراتِ فقہاء کی آراء کو اُن کے دلائل سمیت ذکر کرتے ہیں چنانچہ پروفیسر الصدیق محمد الامین الضریر اپنی تالیف" التامین – تقویم المیسرة النظریہ والتطبیقیة "میں تحریر فرماتے ہیں:

''لا اعتقد ان هناک اختلافا فی جواز التامین التعاونی، بل هو عمل تدعوا الیه الشریعة، ویثاب فاعله ان شاء الله لانه من التعاون علی البر والتقوی، وقد امرنا الله به، فان کل مشترک فی هذه العملیة یدفع شیئاً من ماله عن رضا وطیب نفس لیکون منه راس مال الشرکة، یعان منة من یحتاج للمعونة من المشترکین فی الشرکة، وکل مشترک هو فی الواقع متبرع باشتراکه لمن یحتاج له من سائر المشترکین حسب الطریقة التی یتفق علیها المشترکون، وسواء اکان هذا النوع من التامین فی صورة تامین بحری، او بری، او تامین علی الحیاة، او تامین علی الاضرار، فهو جائز شرعاً''(17)

(ترجمہ): میرا گمان نہیں کہ تامینِ تعاونی کے جواز میں کسی کا اختلاف ہو، کیونکہ یہ تو ایک ایسا عمل ہے، جس کی طرف شریعت نے دعوت دی ہے، اور اس کے کرنے والے کو ان شاءاللہ ثواب ملے گا، کیونکہ یہ نیکی اور پرہیز

گاری کے کاموں میں (ایک دوسرے کے ساتھ) معاونت ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں ایسی ہی کاموں کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس طریقہ کار میں ہر شریک اپنی رضامندی اور خوشی سے اپنے مال کا کچھ حصہ کمپنی (رِسک مینجمنٹ فنڈ) کو دیتا ہے، تاکہ وہ کمپنی (رِسک مینجمنٹ فنڈ) کا راس المال بن جائے۔ اس سے کمپنی (رِسک مینجمنٹ فنڈ) میں شریک اُن تمام افراد کی مدد کی جاتی ہے، جس کو اس کی حاجت اور ضرورت ہو، اور اس عمل میں تمام شرکاء کا ایک متفقہ طریقہ کار کے ذریعہ اپنا مال تبرع کی بنیاد پر دیتے ہیں، اُن تمام شرکاء کے لے جن کو اس کی ضرورت ہو۔ چاہے تامین کی یہ قسم بحری/سمندری تامین کی صورت میں ہو، بری تامین کی صورت میں ہو، یا زندگی کی تامین کی صورت میں ہو، یا پھر نقصانات کی تلافی کی صورت میں ہو، یہ سب کے سب شرعاً جائز ہے۔

اسی طرح احمد ملحم رقمطراز ہے:

(1) ان التامين التعاونى يخلو من الربا بشتى صوره ابداعا وافتراضاً واستثماراً.

(2)ان قيام التامين الاسلامى على اساس التبرع المتبادل بين المشتركين فيه يلغى اى اثر للغرر او الجهالة فيه، لان عقود التبرعات تصح مع الغرر او الجهالة لقيامها على الاحسان والبر طمعاً فى الاجر والثواب(18)

(ترجمہ):(1) تامینِ تعاونی تمام صورتوں کے اعتبار سے رِبا سے خالی ہے، چاہے وہ ابداعی صورت ہو، افتراضی صورت ہو یا پھر استثماری صورت ہو۔

(2) تامینِ اسلامی کا قیام شرکاءِ تکافل کا باہم تبرعِ متبادل کی بنیاد پر ہے، جس میں غرر اور جہالت کا اثر لغو ہوتا ہے۔ کیونکہ عقودِ تبرعات غرر اور جہالت کے ساتھ بھی درست ہوتے ہیں، اس لے کہ اس کا دار و مدار اجر وثواب کی اُمید کے ساتھ نیکی اور احسان پر ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث

تکافل مروجہ انشورنس کا جائز اور حلال متبادل ہے، اور اس وقت دُنیا کے مختلف ممالک میں اس کے مختلف ماڈلز رائج ہیں، اُن میں سے ایک ماڈل، تکافل کا وکالۃ ماڈل ہے، زیرِ نظر مقالۃ میں تکافل کے وکالۃ ماڈل کا تعارف اور اُس کے عملی طریقہ کار کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اُس کے بعد یہ بات تفصیل سے واضح کی گئی ہے کہ تکافل کے وکالۃ ماڈل میں معاصر فقہاءِ کرام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، ایک جماعت کے نزدیک تکافل کے وکالۃ ماڈل میں شرکاءِ تکافل اور رِسک مینجمنٹ فنڈ کے درمیان جو عقد قائم ہوتا ہے، وہ عقدِ تبرع ہے، اور اسی عقدِ تبرع کی وجہ سے مذکورہ ماڈل میں سود، قمار اور غرر جیسی خرابیاں لازم نہیں

آتی۔ لہذا یہ مروجہ انشورنس کا جائز اور حلال متبادل ہے۔ چنانچہ اسی موقف کو اختیار کرتے ہوئے دُنیا کے مختلف ممالک میں خالص وکالۃ کی بنیاد پر تکافل کمپنیاں قائم کی گئی ہیں۔

جبکہ دوسرے جماعت کے نزدیک تکافل کے وکالۃ ماڈل میں شرکاءِ تکافل اور رِسک مینجمنٹ فنڈ کے درمیان جو عقد استوار ہوتا ہے، وہ عقد شرعاً "ہبۃ الثواب یا ہبۃ بشرط العوض" کہلاتا ہے، جو کہ عقدِ بیع کے حکم میں ہوتا ہے، اس لے اس پر عقدِ بیع کے تمام احکام لاگو ہوں گے۔ اور اسی عقدِ بیع کی وجہ سے مذکورہ ماڈل میں مروجہ انشورنس کی طرح سود، قمار اور غرر جیسی شرعی خرابیوں لازم آتی ہیں، علاوہ ازیں مذکورہ ماڈل دیگر کئی شرعی پیچیدگیوں کا بھی باعث ہے، جیسا کہ وکیل کا اپنے موکل کے لے ضامن ہونا، پالیسی ہولڈر کی وفات کے بعد رِسک مینجمنٹ فنڈ میں موجود رقم ورثاء کے درمیان تقسیم کرنے کا مسئلہ وغیرہ، چنانچہ ذکر کردہ شرعی خرابیوں اور مفاسد کے پیشِ نظر ان حضرات نے تکافل کے مذکورہ ماڈل کو بھی اختیار کرنے سے منع فرمایا۔

سفارشات و تجاویز

مذکورہ بالا تحقیق سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تکافل کا وکالۃ ماڈل جو مختلف اسلامی ممالک میں رائج ہے اس میں معاصر علماءِ کرام کے درمیان بہت سے اُمور میں فقہی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لہذا اگر ان مختلف فیہ امور کے حوالے سے باہم موافقت پیدا کی جائے، یا ان مختلف فیہ امور کی بجائے متفق علیہ چیزوں کو اختیار کیا جائے، تو ایسی صورت میں مذکورہ ماڈل کو سب کے لے قابل عمل بنایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں اس ماڈل کو بہتر بنانے کے لے کچھ سفارشات و تجاویز دی جا رہی ہیں جو کسی حد تک اس نظام کو قابل قبول بنانے میں معاون ہو سکتی ہیں۔

۱۔ چونکہ تکافل کے مذکورہ ماڈل میں شرعی اعتبار سے خود تکافل فنڈ کی حیثیت واضح نہیں ہے کہ آیا یہ شرکاءِ تکافل کی ملکیت ہے، تکافل کمپنی کی ملکیت ہے، یا خود اس فنڈ کی علیحدہ سے کوئی حیثیت ہے؟ اس لے یہ بہت ضروری ہے کہ سب سے پہلے تکافل فنڈ کی شرعی اور قانونی حیثیت کو واضح اور متعین کر دیا جائے۔

۲۔ تکافل کے مذکورہ ماڈل میں شرکاءِ تکافل اور وقف فنڈ کے درمیان جو ایک تعلق/ معاہدہ ہے، وہ ہبۃ بشرط العوض/ہبۃ الثواب/مشروط ہبۃ کی بجائے وقف کی بنیاد پر کر دیا جائے، کیونکہ شریعت اور قانون دونوں میں وقف کی ایک مستقل حیثیت کا اعتبار کیا گیا ہے، جس کو شخصِ قانونی بھی کہتے ہیں، یہ شخصِ قانونی بہت سے اُمور اور معاملات میں ایک حقیقی شخص کی طرح کردار ادا کر سکتا ہے، جیسا کہ کسی چیز کا مالک بننا یا کسی دوسرے کو اس کا مالک بنانا وغیرہ۔ لہذا اگر تکافل فنڈ کو وقف کی بنیاد پر قائم کر لیا جائے، تو اس سے بہت سی شرعی خرابیوں اور پیچیدگیوں سے بچا جا سکتا ہے۔

۳۔ تکافل فنڈ کو وقف کی بنیاد پر قائم کرنے کے لے ضروری ہے کہ سب سے پہلے کچھ حضرات اپنا کچھ مال باقاعدہ وقف کر کے ایک وقف فنڈ قائم کر لیں، یہ مال اصل الوقف (Seed Money) کہلائے گا، اور اس کو کسی بھی صورت خرچ نہیں کیا جائے

گا، جن حضرات نے اپنا مال خرچ کر کے وقف فنڈ بنایا، اُن کی حیثیت واقفین کی ہو گی، جن کو شریعت نے وقف فنڈ کے انتظام وانصرام کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی اجازت دی ہے، کہ وہ وقف فنڈ کے ساتھ کچھ شرائط لگادیں کہ یہ وقف فنڈ کس مقصد کے لے استعمال کیا جائے گا، نیز یہ کہ اس وقف فنڈ سے کون سے لوگ استفادہ کر سکیں گے وغیرہ۔

۴۔ واقفین کو چاہئے کہ وقف فنڈ بناتے وقت دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ یہ شرط بھی لگادیں کہ جو اس وقف فنڈ کے ساتھ تعاون کرے گا، تو اس تعاون کے ذریعے وہ وقف فنڈ کا موقوف علیہم بن جائے گا، اور اُس کا دیا گیا زرِ تعاون(Contribution) مملوکِ وقف بن جائے گا۔ اور پھر ضرورت کے وقت حسبِ شرائطِ واقف موقوف علیہم کے ساتھ وقف فنڈ سے تعاون کیا جائے گا۔

۵۔ شرکاءِ تکافل وقف فنڈ کو جو زرِ تعاون(Contribution) دینگے، وہ اُن کی ملکیت سے نکل کر وقف فنڈ کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا، جس کی وجہ سے اس مال شرکاءِ تکافل پر نہ تو زکوۃ لازم ہو گی، اور نہ ہی اس میں میراث وغیرہ کے مسائل پیدا ہونگے۔

۶۔ وقف فنڈ کے انتظام وانصرام چلانے کے لے واقفین کسی تکافل کمپنی کی خدمات بھی حاصل کر سکتے ہیں، اور اُن خدمات کے عوض تکافل کمپنی کو ایک متعین وکالہ فیس بھی دی جا سکتی ہے۔

۷۔ تکافل فنڈ میں اگر کسی وقف خسارہ ہو جائے، (یعنی تکافل فنڈ کے اخراجات اُس کی آمدنی سے بڑھ جائیں) تو ایسی صورت میں یہ خسارہ واقفین کو پورا کرنا چاہئے۔ جس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ واقفین وقف فنڈ کو قرضِ حسنہ دے، اور جب آئندہ وقف میں سرپلس رونما ہو جائے، تو اُس وقت وہ وقف فنڈ سے اپنا قرضہ واپس لے لیں۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ مختار الصحاح، الرازي (زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر الرازي (المتوفى: 666ھ)، المحقق: يوسف الشيخ محمد، ط : المكتبة العصرية، بيروت، الطبعة: الخامسة، 1420ھ/ 1999م، (1 / 271)

2۔ معجم اللغة العربية المعاصرة، أحمد (د أحمد مختار عبد الحميد عمر (المتوفى: 1424ھ)، ط : عالم الكتب، الطبعة: الأولى، 1429 ھ - 2008 م، (3 / 1946)

3۔ المنافسة التجارية بين شركات التأمين التكافلى و التأمين التقليدى و أثر ذلک على صناعة التأمين التكافلى، البعلى (الدكتور عبدالحميد محمود البعلى)، طبع المؤلف بنفسه، الطبعة : الاولى، 1999 ھ، (ص : 51)

4۔ لسان العرب، ابن منظور (محمد بن مكرم بن على، ابوالفضل، جمال الدين ابن منظور الرويفعى الافريقى، المتوفىٰ : 711 ھ)، (11/ 734-736)، ط : دار صادر – بيروت، الطبعة: الثالثة - 1414 ھ۔

5۔ تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، الزيلعى (عثمان بن على، فخر الدين الزيلعى الحنفى، المتوفى : 743 ھ)، المطبعة الكبرىٰ الاميرية، بولاق – قاهرة، الطبعة الاولى – 1313ھ، (254/4)

6۔ المنافسة التجارية بين شركات التأمين التكافلى و التأمين التقليدى و أثر ذلک على صناعة التأمين التكافلى، البعلى (الدكتور عبدالحميد محمود البعلى)، طبع المؤلف بنفسه، الطبعة : الاولى، 1999 ھ، (ص : 51)

7۔ نهاية المحتاج إِلَى شرح المنهاج، الرملى (شمس الدين محمد بن أبى العباس الرملي، المتوفىٰ : 1004 ھ)، دارالفكر، بيروت – لبنان، ط : اخيرة، 1404ھ – 1984م، (5/ 26)

8۔ الفروق المؤثرة بين التامين التعاونى والتامين التجارى، زعترى (الدكتور الشيخ علاء الدين زعترى)، طبع المصنف بنفسه، س – ن، (ص :5)

9۔ المنافسة التجارية بين شركات التأمين التكافلى و التأمين التقليدى و أثر ذلک على صناعة التأمين التكافلى، البعلى (الدكتور عبدالحميد محمود البعلى)، طبع المؤلف بنفسه، الطبعة : الاولى، 1999 ھ، (ص : 51)

10۔ شرح مختصرخليل للخرشي، الخرشى (محمد بن عبد الله الخرشي المالكي أبو عبد الله، (المتوفى: 1101ھ)، ط : دار الفكر للطباعة - بيروت، (س – ن)، (117/7)

11. Takaful- An alternate Insurance Model, Abdul Rahim Abdul Wahab, FSA, Published by 6th Global Conference of Actuaries – New Delhi, Feb- 2004, Page.7

12۔ التامين على الديون - دراسة مقارنة بين التامين التعاونى والتامين التجارى، المزين (عماد محمد فهيم المزين)، (رسالة ماجستير : الجامعة الاسلامية – غزة)، ط : طبع المصنف بنفسه، (س – ن)، (ص : 62)

13۔ رد المحتار على الدر المختار، ابن عابدين (محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي، المتوفىٰ : 1252 ھ)، ط : دار الفكر – بيروت، الطبعة الثانية : 1412ھ – 1992م، (5/ 706- 705)

14. Takaful- An alternate Insurance Model, Abdul Rahim Abdul Wahab, FSA, Published by 6th Global Conference of Actuaries –New Delhi, Feb- 2004, Page.7

15۔ أسنى المطالب في شرح روض الطالب، السنيكى (زكريا بن محمد بن زكريا الأنصاري، زين الدين أبو يحيى السنيكي، المتوفى: 926 ھ)، ط : دار الكتاب الاسلامى، (س – ن)، (2/ 276)

16۔ ماخوذ از تکافل کی شرعی حیثیت، ڈاکٹر مولانا عصمت اللہ، ط : ادارة المعارف کراچی، طبع جدید : 2013ء، (ص : 87)

17- التامين - تقويم المسيرة النظرية والتطبيقية، الضرير (البروفيسر الصديق محمد الامين الضرير) استاد الشريعة الاسلامية بكلية القانون – جامعة الخرطوم، ورئيس الهيئة العليا للرقابة الشرعية على أعمال التأمين، ط : طبع المصنف بنفسه، (س – ن)، (ص : 18)

18۔ التامين الاسلامى - دراسة شرعية تبين التصور للتامين التعاونى وممارسة العملية فى شركات التامين الاسلامية، ملحم (احمد سالم ملحم)، دار الثقافة للنشر والتوزيع – الأُردن، (س – ن)، (ص : 28)